فریضہءِ اِقامتِ دین
اِقامتِ
دین

یہ خودکشی ہے!!!

ماحول کے تقاضے سے کوئی مخصوص پالیسی تو ﮨﻢ کی جا سکتی ہے، لیکن نصب العین اور مقصدِ حیات میں ﺗﺮمیم اللہ اور رسول سے بغاوت اور ملی خودکشی ہے۔

اسکی مثال اس اندھے کی سی ہے جو گہرے کھڈ کی طرف اپنے خیر خواہ کی تنبیہ کو سنی ان سنی کرتے ہوئے (لیکن ساتھ ہی میں اس کے خلوص کے قصیدے پڑھتے ہوئے) بڑھا چلا جارہا ہو۔

ملت کے ۹۹% ﻓﺮ اد اپنے ﺟﺮ م [نصب العین کو بھول جانے] کا کفارہ ادا کرنے کی بجائے یا اپنے عمل سے اس داغ کو دھونے کے بجائے گریز کے فلسفے ﺗﺮ اش کر فرار کی راہیں تلاش کرنے میں لگے ہیں۔

گریز کے فلسفے

- دین کے جزوی اتباع پر اطمینان
- ناسازگار حالات کا عذر
- تاریخِ خلافت سے استدلال
- تربص کا رویہ
- مہدی موعود کا انتظار

۱-دین کے جزوی اتباع پر اطمینان

"اجتماعی احکام کا نفاذ اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اگر ایسی حکومت ہی نہ ہو۔ ایسے احکام 'حالتِ اضطرار' میں آجاتے ہیں جن کا توڑنا شریعت میں مباح ہے۔"

- پورے مجموعہ شریعت کی پیروی لازم۔ یہ کہنے کی کوئی جسارت نہیں کر سکتا کہ عبادات و اخلاق کے سوا جو احکام ہیں وہ بھرتی کے مضامین ہیں۔ [نعوذباللہ]
- سیاسی اقتدار نہ ہونے کی صورت میں ذمہ داری دوگنی۔
- اِضطرار کا قانون صرف جان بچانے کی حد تک وہ بھی شدید جذبہ کراہت کے ساتھ۔

۲-ناسازگار حالات کا عذر

"علانیہ اس نصب العین کو پیش کرنا نا عاقبت اندیشی، خلافِ مصلحت، وقت و قوت کا ضیاع اور مفادِ ملت کے لئے مہلک۔ حالات کے سازگار ہونے تک حربی تدابیر۔"

انبیاء کا اسوہ ہمیں یہ بتلاتا ہے کہ وہ "اقامتِ دین" کا مشن لے کر دنیا میں اسی وقت بھیجے گئے جب حالات کی ناسازگاریاں اپنی انتہاء کو پہنچ چکی تھیں۔

"پھیر کے راستہ" کی اس جد و جہد میں کوئی گنجائش نہیں۔ اگر یہ طریقِ عمل ہوتا یا اس میں کوئی دینی مفاد مضمر ہوتا تو انبیاء کی تاریخ میں کہیں سے تو کوئی سراغ ملتا۔

یہ کہنا کہ اقامتِ دین کی جد و جہد اس دور میں ممکن نہیں دوسرے الفاظ میں یہ کہنا ہے کہ اس دور میں مسلمان ہونا ممکن نہیں۔ اسلئے کہ یہی اسلام کی روح اور حرکتِ قلب ہے۔

۳۔ تاریخِ خلافت سے استدلال

"نصب العین بر حق۔ لیکن صدیق و فاروق کہاں سے لائیں۔
جس مشن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت یافتہ جمعیت ۳۰ برس سے زیادہ نہ چلا سکی
اس کے لئے ہم ضعیف الایمان لوگوں کا دم خم دکھانا گویا تقدیر سے لڑنا ہے۔"

اگر خلافتِ راشدہ اپنی معیاری شکل میں ایک دن بھی قائم نہ رہ سکی ہوتی تب بھی اقامتِ دین کی ذمہ داری جوں کی توں باقی رہتی۔ اسلئے کہ فرائض کی تعیین نصب العین کرے گا نہ کہ تاریخ۔

اگر ہم ابو بکر و عمر جیسا ایمان نہیں لا سکتے تب پھر ہمیں اُن مطلوبہ صفات کے لئے کوشش حتی کہ مسلمان باقی رہنے کی کوشش بھی بند کر دینی چاہیئے۔ صرف اقامتِ دین تک اسے محدود کرنا چہ معنی دارد؟

یہ غلط فہمی بھی قصداً پیدا کی گئی ہے کہ اسلامی نظام صرف ۳۰ سال تک محدود رہا۔ یہ علمی بد دیانتی اور تاریخ سے فریب کاری ہے۔

۴۔ تربص کا رویّہ

"کوئی تو آگے بڑھے اور کامیاب گلمزنی کا مظاہرہ کرے ۔ ہم اس جد وجہد میں شریک ہوں۔ کوئی اس راہ میں نظر بھی آتا ہے تو اسکی عزیمت مشکوک۔"

یہ تو وہی بات ہوئی کہ امام کی نماز میں خلوص اور للہیت نظر نہیں آتی لہذا نماز پڑھنی ہی چھوڑ دی جائے۔

اگر اقامتِ دین کے داعی یا گروہ میں واقعی خامیاں ہوں تو انھیں اپنی بے عملی کی سند بنانے کی بجائے ان سے دامن بچاتے ہوئے اس جھنڈے کو لے کر آگے بڑھیں اور ان کے لئے ہدایت کی دعا کریں۔

اس سے بھی زیادہ شرمناک وہ ذہنیت ہے جو اس بات کی منتظر ہے کہ کب یہ اقامتِ دین کے "جھوٹے مدعی" میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوں اور یہ پیچھے سے تالی پیٹ دیں، جیسے اعرابی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے اولوالعزم صحابہ کے بارے میں ہلاکتوں کی راہ تکا کرتے تھے۔

وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ التوبہ:۹